

## 306654-غورو فخر کا اسلام میں مقام

سوال

میں نے مخدیں کی کچھ ویب سائٹ پر پڑھا ہے کہ اسلام غورو فخر کرنے سے روکتا ہے، آپ سے میں امید کرتا ہوں کہ ان کے اس شبے کا رد فرمادیں، شکریہ

پسندیدہ جواب

اول :

اپنے عقیدے اور ایمان کی خواست مسلمان پر واجب ہے، اپنے انکار اور نظری مذہب اسلام کا بھر پور خیال رکھے، شبہات اور فتنوں سے اپنے دین اور دل کو بچانے کی پوری کوشش کرے؛ کیونکہ انسانی دل فتنوں کا مقابلہ کرنے میں کمزور واقع ہوتے ہیں اور شبہات دلوں کو اپنا گروپہ بنالیتے ہیں، ابل بدععت اور گمراہ قسم کے لوگ بناؤنی خوبصورتی کے ساتھ ان شبہات کو پیش کرتے ہیں، حالانکہ یہ شبہات درحقیقت انتہائی کمزور ہوتے ہیں۔

بد عقی اور گمراہ لوگوں کی کتب، یا مشرکین اور خرافات پر مشتمل عقائد رکھنے والوں، یادیگر مذاہب کی کتابوں، یا مذاہب کی تصنیفات، یا اس قسم کے نظریات رکھنے والی ویب سائٹ کا مطالعہ جوان منحرف انکار کی ترویج بھی کرتی میں صرف انسی لوگوں کے لئے جائز ہے جن کے پاس شرعی علم ہے اور وہ ان نظریات کو پڑھ کر ان کا رد کرنا چاہتا ہے اور بتانا چاہتا ہے کہ ان کے شبہات باطل ہیں، ساتھ میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اس کام کا اہل بھی ہو اور صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

جبکہ ایسا شخص جس کے پاس شرعی علم نہیں ہے تو وہ ان کی باتوں کو پڑھ کر حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس کے دل میں یقین بھی کمزور ہو جاتا ہے، شبہات پڑھ کر اس کے قدم ڈگ کانے لگ جاتے ہیں۔

عوام الناس میں سے بہت سے لوگ ان شبہات کا شکار ہو چکے ہیں، بلکہ بہت سے ایسے تشکیان علم بھی ان کے چکل میں پھنس گئے جو ابھی اس کام کے قدم ڈگ کانے تو گمراہ بھی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

عام طور پر ایسی کتابیں پڑھنے والے کو نقصان پہچاہے وہ اس طرح کہ وہ پیش کیے جانے والے شبہات کے مقابلے میں اپنے ایمان کو بہت قوی سمجھتا ہے، لیکن نتائج کچھ اور بھی نکلتے ہیں اور اسے احساس تک نہیں ہوتا کہ اس کے دل میں ان شبہات نے گھر کر لیا ہے!!

اسی لیے سلف صالحین متفقہ طور پر ایسی کتابوں کو دیکھنے اور ان کے مطالعہ سے روکتے تھے۔

اس بارے میں مزید تفصیلات آپ سوال نمبر : (92781) کا ضرور مطالعہ کریں۔

دوم :

اسلامی تعلیمات صرف اسلامی مصادر سے حاصل کرنا انتہائی ضروری ہیں، ان میں سے سب سے بڑے اور بنیادی مأخذ و مصدر قرآن و سنت ہیں۔

جگہ اسلام نے عقل اور غور و فکر کو بہت بلند مقام سے نوازا ہے، یہ مقام و مرتبہ متعدد آیات میں بالکل واضح نظر آتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں دسیوں بارا یہیں کلمات تحرار کے ساتھ آئے ہیں جو عقل و فکر کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں، مثلاً: **(الْعَقْلُمُ تَعْلِمُونَ)** ترجمہ: تاکہ تم عقل کرو۔ **(الْغُورُمُ تَغْوِيْتُمُونَ)** ترجمہ: غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے۔ **(الْغُورُمُ تَغْوِيْتُمُونَ)** ترجمہ: سمجھنے والی قوم کے لئے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کی دعوت تو قرآن کریم میں بھی دی ہے اور فرمایا:

**(كِتَابُ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ مِنْ طَيْرًا وَلَكَذَّابُ أَوْلُ الْآتَابِ).**

ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف جو کتاب نازل کی ہے وہ بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور اہل دانش نصیحت حاصل کریں۔ [ص: 29]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مخلوقات میں غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

**(أَوْلَمْ يَعْلَمُوا فِي أَفْضَلِنَا خَلْقَنَا إِنَّمَا أَبْرَأَ اللَّهُ اسْمَاءُ أَنْوَاعِ الْأَرْضِ وَأَجْلِ مُسْمَىٰ فَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ يُلْقَاهُ رَبَّهُمْ لَكَافِرُوْنَ).**

ترجمہ: کیا انہوں نے بھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کو کسی حقیقی مصلحت اور ایک مقررہ وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر لوگوں میں سے اکثر اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں۔ [الروم: 8]

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو جسمی لوگوں کی مذمت بھی اسی لیے فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنی عقل سے فائدہ نہیں اٹھایا، اور ان کی اس بات کو قرآن مجید میں ذکر فرمایا:

**(وَقَاتُوا لَوْمَةَ شَفَعَةٍ أَوْ لَعْنَةَ مَا كَانُوا فِي أَخْطَابِ الشَّعِيرِ).**

ترجمہ: اور وہ کہیں گے اگر ہم سننے ہوتے، با عقل سے کام لیتے ہوتے تو بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے۔ [الملک: 10]

ایک اور مقام پر فرمایا:

**(أَفَمُمْ سَيِّرَا وَفِي الْأَرْضِ فَنَكِونُ لَهُمْ غُوبَتٌ يَعْتَلُونَ هُنَّا أَذَانٌ يَسْمَنُونَ هُنَّا قَبَّهَا لَا تَخْيَى الْأَنْصَارُ وَلَكُنْ تَخْيَى الْأَنْقُوبُ أَنْجَى فِي الصُّدُورِ).**

ترجمہ: کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے کچھ سمجھتے ہوئے اور کان ایسے جن سے وہ سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اندھے تو وہ دل ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ [الج: 46]

بلکہ غور و فکر تو عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بات پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

**(إِنَّ فِي خَلْقِنَا إِنَّمَا أَبْرَأَ اللَّهُ إِنَّمَا وَالثَّمَارَ لِآيَاتِ الْأَوَّلِ الْآتَابِ (190) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَثُمُودًا وَعَلَى جُنُونٍ وَيَعْلَمُونَ فِي خَلْقِنَا إِنَّمَا أَبْرَأَ اللَّهُ إِنَّمَا خَلَقَ هُنَّا بِالظَّلَالِ نُجَانِكَ هَذَا حَدَّابُ الْأَثَابِ).**

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور شب و روز کے باری باری آنے جانے میں اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ [190] جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں سوچ بچار کرتے (اور پکارا ٹھتے) ہیں۔ "اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا تیری ذات اس سے پاک ہے۔

تواس لیے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے" [آل عمران: 190-191]

علامہ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"آیت **(إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخَلْقَ الْأَنْبَابِ لِأُولَئِكَ الْأَكْبَارُ)**۔ ترجمہ : یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور شب و روز کے باری باری آنے جانے میں اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ [آل عمران: 190] میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس کائنات میں غور و فکر کی ترغیب دی ہے کہ کائنات کی نشانیوں سے بصیرت حاصل کریں، اس کی تخلیق میں غور و فکر کریں، اس کے لئے لفظ آیات "کو بھم رکھا اور یہ نہیں کہا کہ : "اس میں فلاں فائدہ ہے" کیونکہ ان فوائد اور آیات کی اقسام ہی بہت زیادہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کائنات میں ایسی محیر العقول نشانیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو دنگ کر دیں، ان میں غور و فکر کرنے والے انہیں تسلیم کیے بغیرہ نہیں سکتے۔ یہ نشانیاں متلاشیان حق کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام اہداف کے مختلف روشن دماغوں کو متنبہ بھی کرتی ہیں، چنانچہ اس کائنات میں موجود اجرام فلکیہ اور اشیا کی تفصیل کسی بھی مخلوق کے لئے شمار کرنا ممکن نہیں ہے، تفصیل تو کیا کسی ایک چیز کی مکمل معلومات حاصل کرنا بھی ممکن نہیں!

مختصر یہ کہ : اس کائنات کے جنم، وسعت، اور اس کا منظم نظام حرکت، اس کائنات کے خالق کی عظمت، عظیم سلطنت، اختیارات اور وسیع قدرت کی واضح دلیلیں ہیں۔

اس کائنات کا محقق نظام، کمال بناؤٹ، بہترین تخلیق اور اعلیٰ کارکردگی سب کچھ کامل حکمت الہی کی دلیلیں ہیں اور اس بات کے دلائل میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز مناسب جگہ پر بنائی ہے اور اس کا علم انتہائی وسیع ہے۔

اس کائنات میں موجود مخلوقات کے فائدے کی اشیا؛ وسیع رحمت الہی، اللہ تعالیٰ کے عام فضل و احسان اور اللہ کا شکر واجب ہونے کی دلیل ہیں۔

مذکورہ تمام چیزیں اس بات کی دلیلیں ہیں کہ خالق اور پیدا کرنے والے کے ساتھ دل کا تعلق مصبوط ہونا چاہیے، رضاۓ الہی حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کی جائے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں جو زمین اور آسمان میں ایک ذرے کے بھی مالک نہیں۔

یہاں آیات میں غور و فکر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اہل دانش اور عقل والوں کو دعوت دی ہے : کیونکہ ایسے ہی لوگوں کو کائنات میں غور و فکر کا فائدہ ہو گا، یہی لوگ اس کائنات کو صرف بصارت سے ہی نہیں بلکہ بصیرت سے دیکھتے ہیں۔

پھر ان اہل دانش کی خوبی یہ بیان کی کہ وہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں، چاہے قیام میں ہوں یا بیٹھے ہوئے ہوں یا پہلو کے بل لیٹیے ہوئے ہوں۔ مذکورہ تینوں حالتوں میں ہمہ قسم کا ذکر آ جاتا ہے چاہے اس کا تعلق زبان سے ہو یا دل سے، اس میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا بھی شامل ہے، اگر آپ میں استطاعت نہیں ہے تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو پہلو کے بل نماز ادا کرنا بھی اس میں شامل ہے، یہ اہل عقل و دانش آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کی تخلیق کا اصل بدف حاصل ہو سکے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غور و فکر اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اولیاً کی خوبی ہے، یہ اولیاً جب ان چیزوں میں غور و فکر کرتے ہیں تو یقینی طور پر جان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ضنوں پیدا نہیں کیا، تو اس یقینی علم کے حاصل ہونے پر کہتے ہیں : "اے ہمارے پروڈکار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا تیری ذات ہر اس چیز سے پاک ہے جو تیری شان کے لائق نہیں، بلکہ تو نے ہر چیز کو کسی مقصد کے ساتھ اور خاص بدف کے لئے پیدا کیا ہے، اور اس کے تمام اجزاء تربیتی بھی عین درست ہیں"۔

تواس لیے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے، وہ اس طرح کہ ہمیں گناہوں سے محفوظ فرماء، ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق سے نوازتاکہ ہم جہنم کی آگ سے بچ سکیں۔"

تفسیر السعدی : (161)

ایک حدیث میں ہے کہ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"میں اور عبید بن عمر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے عبید بن عمر کو کہا : "ہم سے ملاقات کا تمیں وقت مل ہی گیا!" تو عبید نے کہا : ماں جی میں نے سوچا کہ ایسے ہی کرتا ہوں جیسے بڑوں سے سنتے آتے ہیں : وقہ رکھ کر ملنے جاؤ تو محبت بڑھتی ہے۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا : اپنی ایسی فضول با تین ہم سے نہ کیا کرو۔ تو عبید بن عمر نے عرض کیا : آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بات بتالا میں جو آپ کے مشاہدے میں سب سے حیرت انگیز ہو۔

اس پر سیدہ عائشہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئیں اور پھر کہنے لگیں : ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا : (عائشہ مجھے چھوڑو میں رات کے اس حصے میں اپنے رب کی عبادت کروں) اس پر میں نے کہا : اللہ کی قسم مجھے آپ کا ساتھ بہت محبوب ہے، اور میرے لیے ہر وہ بات بھی محبوب ہے جس سے آپ خوش ہوں۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وضو کیا پھر نماز پڑھنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی گود بھیگ گئی۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ : آپ پھر بھی زار و قطار روتے رہے کہ آپ کی ڈاڑھی بھی بھیگ گئی۔

استنے میں بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا وقت بتلانے کے لئے آگئے، انہوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹے ہوئے دیکھا تو عرض کیا : "اللہ کے رسول! آپ کیوں روٹے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سابقہ اور لاحقة تمام لغزشیں تک معاف کر دی ہیں"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (تو یا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟! آج رات مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے، جو اس پر غورو فخر نہ کرے تو اس کے لئے تباہی ہے، اور وہ یہ آیت ہے : **إِنَّ فِي الْأَنْتَفَاقَةِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالثَّمَارُ لَا يَأْتِي بِالْأُولَى الْآتَابُ**). ترجمہ : یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور شب و روز کے باری باری آنے جانے میں اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ [آل عمران: 190]

اس حدیث کو ابن حبان : (286/2) نے روایت کیا ہے، مزید کے لئے دیکھیں : "السلسلۃ الصحیحة" (147/1)

پروفیسر عباس محمود عقاد جو کہ بہت بڑے ادیب، مفسر اور دانشور میں ان کی اس منسلکے کے متعلق ایک مستقل کتاب "التفسیر فریہ نہ اسلامیہ" کے نام سے موجود ہے، اس حوالے سے آپ اس سے استفادہ بھی کر سکتے ہیں۔

واللہ اعلم